تشریح الجثۃ (ڈائی سیکشن): ایک فقہی جائزہ

ڈاکٹر کریم داد* محمد عادل**

Abstract

Dissection of Human Body: A Research Review

Dissection means cutting a human or non-human body into pieces for the purpose of studying or analyzing it. Dissection is been an integral part of medical science. It is considered a rather effective source of introducing the organs and their structure. Islam encourages the acquisition of knowledge. Islamic teachings are in accordance with the changing situations and ideas. The human body, alive or dead, is respectable. Making a human dead body a source of research is only permissible if Islamic teachings taken into care. This article aims to present the Islamic perspective of the subject mentioned above.

Keywords: Dissection; Human Body; Controversial; *Fiqh*; Law; Bioethics.

دینِ اسلام آخری آسمانی مذہب ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے ایسا مکمل اور فطرت کے مطابق بنایا کہ چودہ سو سال گزرنے کے باوجود بھی اس کے احکامات قابل عمل ہیں۔ گزرتے زمانے کے ساتھ نت نئے مسائل پیش آتے رہے ہیں، مگر فقہاء کرام نے ہر دور میں قرآن وحدیث سے استنباط کرکے ان جدید مسائل کا حل بیان فرمایا اور کوئی ایسا مسئلہ نہیں رہا جس کا حل شریعتِ اسلامی میں موجود نہ ہو۔ لیکن بعض اوقات کسی ایک مسئلے میں فقہاء کے اقوال مختلف ہوتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ جدید مسائل عموماً اجتہادی نوعیت کے ہوتے ہیں اور فقہاء کے درمیان موجود فکر ونظر کا اختلاف مسائل کے حکم میں اختلاف کا باعث بنتا ہے۔ انہی جدید اور مختلف فیہ مسائل میں سے ایک التشریح (Dissection) بھی ہے۔

التشریح کے لغوی واصطلاحی معنیٰ

تشریح کی اصل (ش، ر، ح) ہے اور یہ کھولنے اور بیان کرنے کے معنیٰ میں مستعمل ہے۔ یہ لفظ "تشریح اللحم" سے ماخوذ ہے جو عرب ہڈی سے گوشت الگ کرتے وقت بولتے ہیں۔[۱] قرآن کریم میں بھی یہ لفظ کھولنے کے معنیٰ میں استعمال ہوا ہے: ﴿أَفَمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَى نُورٍ مِنْ رَبِّهِ﴾[۲] یعنی ﴿بھلا جس شخص کا سینہ خدا نے اسلام کے لئے کھول دیا ہو اور وہ اپنے پروردگار کی طرف سے روشنی پر ہو﴾۔ اسی طرح ایک اور جگہ فرمایا ہے: ﴿فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ﴾[۳] یعنی ﴿تو جس شخص کو خدا چاہتا ہے کہ ہدایت بخشے، اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے﴾۔

اصطلاح میں تشریح (Dissection) کی تعریف مندرجہ ذیل ہے:

Dissection is the cutting into a body - human or non-human - for the purpose of studying it or analyzing it.[4]

یعنی "انسانی یا غیر انسانی جسم کو مطالعہ ومشاہدہ کی غرض سے چاک کرنا ڈائی سیکشن کہلاتا ہے"۔

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، اسلامیات ڈیپارٹمنٹ، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان

** پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر، اسلامیات ڈیپارٹمنٹ، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان

یہ لاطینی زبان کا لفظ ہے، جو کسی چیز کو ٹکڑوں میں تقسیم کو کرنے کو کہتے ہیں۔ اسے Anatomization بھی کہتے ہیں۔[۵] آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق کسی جسم (انسان، جانور) یا پودے کو چاک کرکے اس کے اندرونی ساخت کا جائزہ لینے کو ڈائی سیکشن کہتے ہیں۔[۶] ڈائی سیکشن کی تعریف اگرچہ عام ہے اور انسانی و غیر انسانی جسم کو شامل ہے لیکن زیر نظر آرٹیکل میں صرف انسانی جسم کے ڈائی سیکشن کے حکم سے متعلق فقہاء کے اقوال کا تجزیہ کیا جائے گا۔

ڈائی سیکشن کی تاریخ

۳۰۰ قبل مسیح میں دو یونانی سائنسدانوں Herophilus[۷] اور Erasistratus[۸] نے پہلی بار انسانی لاش کا ڈائی سیکشن کیا۔ اگرچہ اس کی ابتدا ۳۰۰ ق م میں ہوئی لیکن تعلیمی غرض سے اس کا استعمال سولہویں صدی عیسوی میں شروع ہوا۔[۹]

ضرورت و اہمیت

ڈائی سیکشن جدید طب کا ایک لازمی جزو ہے۔ اس کے ذریعے جسم کی اندرونی حقیقی ساخت معلوم ہوتی ہے اور طالب علم انسانی جسم میں گوشت، ہڈیوں، جوڑوں، عضلات کی شناخت، اعصابی، تنفس، ہاضمے اور غدود کے نظام کا براہ راست مشاہدہ کرتے ہیں، جو بعد میں چل کر انسانی جسم کے امراض کو سمجھنے اور علاج و سرجری کرنے میں سہولت فراہم کرتے ہیں۔ موجودہ زمانے میں میڈیکل کی تعلیم کا زیادہ تر انحصار انسانی جسم کی ڈائی سیکشن پر ہے جو لازمی مضمون کی حیثیت سے نصاب کا حصہ ہے۔ نصابی کتب اور دیگر ذرائع سے حاصل کی گئی معلومات کے مقابلے میں طلبہ انسانی جسم کے ڈائی سیکشن میں زیادہ دلچسپی لیتے ہیں اور اس سے کتب وغیرہ کے مقابلے میں زیادہ سیکھتے بھی ہیں۔ اس کا ثبوت کچھ عرصہ پہلے میڈیکل کے طلبہ سے کئے گئے سروے کے نتائج ہیں جس میں ۸۰ فیصد طلبہ نے دیگر ذرائع کے مقابلے میں ڈائی سیکشن کو ترجیح دی۔[۱۰] ڈائی سیکشن کی ضرورت و اہمیت اپنی جگہ مگر اس کے شرعی حکم سے متعلق فقہاء کرام کا اختلاف ہے۔

ڈائی سیکشن کے جواز کا فتویٰ دینے والوں میں مجمع الفقہ الاسلامی، مکہ مکرمہ، علمائے جامعہ ازہر، مصر، علمائے اردن اور بعض ہندوستانی علماء شامل ہے۔ جب کہ عدمِ جواز کے قائلین میں اکثر ہندوستانی علماء جیسے شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ، مفتی محمود حسن گنگوہیؒ، علامہ یوسف لدھیانویؒ، مولانا رشید احمد لدھیانویؒ اور علمائے جامعہ بنوری ٹاؤن، کراچی شامل ہیں۔

مجوزین کے دلائل

۱- فقہاء کرام اس بات پر متفق ہے کہ حاملہ عورت مر جائے اور اس کے پیٹ میں بچہ حرکت کرے، تو اس کا پیٹ چاک کرکے بچہ نکالا جائے۔[۱۱] کتب فقہ میں اس کی کثیر مثالیں موجود ہے اور زمانہ قدیم سے آپریشن کا یہ طریقہ رائج ہے۔

مردہ حاملہ عورت کے پیٹ کو چاک کرنا اس کی اہانت ہے لیکن بچے کی زندگی بچانے کے لئے اسے جائز قرار دیا گیا ہے۔ طب کی تعلیم بھی دوسرے انسانوں کی زندگیاں بچانے کے لئے حاصل کی جاتی ہے۔ اس لئے جب وہ جائز بلکہ لازم ہے، تو میت کا ڈائی سیکشن کرنا بھی جائز ہونا چاہیئے۔

۲- فقہاء کے نزدیک اگر کوئی شخص کسی کا مال نگل گیا اور مر گیا، تو اس کا پیٹ چاک کرکے وہ مال نکالا جائے گا اور اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ اگرچہ آدمی کی حرمت مال کے مقابلے میں بڑھ کر ہے لیکن اس نے دوسرے کے حق کو نقصان پہنچا

کر اپنی حرمت ختم کر دی۔[12] اسی طرح اگر کسی شخص کو غصب شدہ کفن میں دفن کر دیا جائے اور میت نے ترکے میں کچھ بھی نہیں چھوڑا، تو صاحب حق کو اختیار حاصل ہے کہ میت کو نکال کر اپنا کپڑا (کفن) لے لے۔[13]

جب کسی دوسرے کے مال کی وجہ سے مردہ لاش کا پیٹ چاک کرنا جائز ہے، جب کہ انسان کی حرمت مال سے کہیں بڑھ کر ہے، تو لاتعداد انسانوں کی زندگیاں بچانے کے لئے، تو بطریق اولیٰ کسی مردے کا پیٹ چاک کرنا ہونا چاہیئے۔

۳- میت کو اگرچہ حرمت حاصل ہے، مگر زندہ انسان کی حرمت اس سے بڑھ کر ہے۔ کتب فقہ میں اس کی مثال یہ دی جاتی ہے کہ ایک کشتی جو زیادہ بوجھ کی وجہ سے ڈوب رہی ہو اور اس میں میّت بھی ہو، تو کشتی والوں کے لئے جائز ہے کہ کشتی کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے میت کو دریا میں پھینک کر خود کو بچا لیں۔[14]

میت کی حرمت کا خیال رکھنا ضروری ہے مگر جب اس کے مقابلے میں زندہ انسان کی حرمت آجائے، تو زندہ انسان کی حرمت اولیٰ ہے۔ ڈائی سیکشن میں بھی زندہ انسانوں کی جان کی حفاظت کے لئے میت کی حرمت ترک کی جاتی ہے اور ایسا کرنا جائز ہے۔

۴- قاعدہ فقہیہ ہے: "اذا تعارضت مفسدتان روعی اعظمهما ضرراً بارتكاب اخفهما" یعنی "جب کسی کو دو خرابیاں پیش آجائیں تو ان میں سے چھوٹی برائی کا ارتکاب کر کے زیادہ بڑی برائی سے بچا جائے گا"۔ اسی فقہی قاعدے کی مزید وضاحت ان الفاظ میں کی گئی ہے: "إذا تقابل مكروهان أو محظوران أو ضرران و لم يمكن الخروج عنهما وجب ارتكاب أخفهما"[15] یعنی "جب دو ممنوع چیزیں یا دو ضرر درپیش ہو اور ان سے خلاصی نہ ہو، تو ان میں سے آسان کو اختیار کیا جائے"۔

میت کی چیر پھاڑ بھی ممنوع و مکروہ ہے اور انسان کو امراض کے وقت تکلیف سے نہ بچانا بھی محظور و مکروہ ہے۔ اگر ڈائی سیکشن نہ ہو، تو امراض کے علاج میں دشواری پیش آئے گی جو انسان کے لئے تکلیف کا باعث ہوگی۔ اسی لئے اس قاعدہ کو مد نظر رکھ کر دو مکروہ و محظور کاموں میں سے اخف یعنی میت کا ڈائی سیکشن اختیار کیا جائے گا۔

قائلین حرمت کے دلائل

۱- اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا﴾[16] یعنی ﴿ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی اور ان کو بر و بحر میں سواری دی اور پاکیزہ روزی عطا کی اور اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی﴾ اور یہ کرامت و حرمت زندگی اور موت کے بعد دونوں حالتوں کو شامل ہے۔ جب کہ ڈائی سیکشن کی صورت میں اس کی شدید اہانت ہوتی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔

۲- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "كَسْرُ عَظمِ المَيتِ كَكَسرِهِ حَيًا"[17] یعنی "میت کی ہڈی توڑنا، زندہ انسان کی ہڈی توڑنے جیسا ہے"۔ حافظ ابن حجرؒ[18] فرماتے ہیں: "وَيُستَفَادُ مِنهُ أن حُرمَةَ المؤمِنِ بَعدَ مَوتِهِ بَاقِيَة كَمَا كَانَت فِي حَيَاتِهِ"[19] یعنی "اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مؤمن کی حرمت موت کے بعد موت سے پہلے کی طرح باقی رہتی ہے"۔

یہ حدیث مبارک مؤطا امام مالک میں ان الفاظ کے ساتھ منقول ہے: "كسر عظم المسلم ميتا ككسره وهو حي"[20] یعنی "مسلمان کی ہڈی موت کے بعد توڑنا (گناہ میں) اس کی زندہ حالت میں ہڈی توڑنے کے برابر ہے)"۔

ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان کی حرمت موت کے بعد بھی باقی رہتی ہے اور اس کی اہانت ہر حال میں ناجائز

ہے جب کہ ڈائی سیکشن میں چیر پھاڑ کرنا انسان کی اہانت اور اس کو اذیت میں مبتلا کرنا ہے۔

۳- سیدنا ابن مسعودؓ[۲۱] سے روایت ہے: "أَذَى المؤمنِ فِي مَوتِهِ كَأَذَاهُ فِي حَيَاتِهِ"[۲۲] یعنی "مؤمن کو موت کے بعد تکلیف دینا، اسے اس کی زندگی میں تکلیف دینے کے برابر ہے"۔ پس ڈائی سیکشن کی صورت میں اس کو اذیت و تکلیف پہنچنا لازمی ہے، اس لئے یہ ناجائز و حرام ہے۔

۴- سنن ابی داوٗد کی ایک حدیث ہے: "كَانَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ يَحُثُّنَا عَلَى الصَّدَقَةِ وَيَنهَانَا عَنِ المثلَةِ" [۲۳] یعنی "رسول اللہ ﷺ ہمیں صدقہ کی ترغیب دیتے اور مثلہ سے منع فرماتے"۔ یہ حدیث مبارک مثلہ (جسم کے اعضاء کاٹنے) کی حرمت کی دلیل ہے اور ڈائی سیکشن میں بھی انسانی جسم کے مختلف اعضاء کو چاک کیا جاتا ہے، جو مثلہ ہونے کی بناء پر حرام ہے۔

۵- فرمان رسول ﷺ ہے: "لَا تَجلِسُوا عَلَى القُبُورِ" [۲۴] یعنی "قبروں پر مت بیٹھو"۔ اسی طرح ایک اور حدیث مبارک میں آیا ہے کہ: "انگاروں پر بیٹھنا قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے"۔[۲۵]

اس کی وجہ صاحبِ قبر کی کرامت و عزت ہے۔ جب کہ ڈائی سیکشن تو قبر پر بیٹھنے کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ اہانت و اذیت کا سبب ہے اس لئے بطریق اولیٰ حرام ہونا چاہیئے۔

۶- ایک حدیث مبارک " لا ضرر ولا ضرار" [۲۶] یعنی "نہ ضرر پہنچے اور نہ ضرر پہنچایا جائے"۔ اسی کے ہم معنیٰ ایک قاعدہ فقہیہ "الضرر لا یزال بمثله" [۲۷] یعنی "کسی ضرر کا ازالہ اس کے مثل ضرر سے نہیں کیا جائیگا" ہے جس کی رو سے ڈائی سیکشن ناجائز ہے کیونکہ ڈائی سیکشن نہ کر کے ایک طرف اگر امراض کے علاج کی تشخیص نہ کرنا ضرر ہے، تو دوسری جانب ڈائی سیکشن کر کے میت کی اہانت بھی ضرر ہے۔

قائلین اباحت کے دلائل سے جوابات

پہلی دلیل سے جواب: اخراج ولد کے لئے حاملہ عورت کا پیٹ چاک کرنے کا عمل حقیقتاً انسانی جان بچانے کے لئے ہو رہا ہے اور تعلیم کی غرض سے ڈائی سیکشن جان بچانے کے لئے نہیں ہوتا، بلکہ جان بچانے کے طریقوں کی تعلیم کے لئے ہوتی ہے۔ ان دونوں صورتوں میں فرق واضح ہے جیسا کہ اپنی جان بچانے کے لئے حملہ آور کو قتل کرنا تو جائز ہے، مگر جان بچانے کا طریقہ سیکھنے کی غرض سے کسی کی جان لینا ہرگز جائز نہیں۔[۲۸]

دوسری دلیل سے جواب: کسی دوسرے شخص کا مال (روپیہ وغیرہ) نگل جانے کی صورت میں پیٹ چیرنے کے جواز سے یہاں استدلال کرنا صحیح نہیں کیونکہ خود اس جزئیہ میں موجود ہے کہ خود اس میت نے دوسرے کے مال کو نقصان پہنچا کر اپنی حرمت ختم کر دی۔ ڈائی سیکشن کی صورت میں میت نے موت سے پہلے کوئی ایسا تجاوز نہیں کیا جس سے اس کی حرمت زائل ہو۔[۲۹]

تیسری اور چوتھی دلیل سے جواب: مذکورہ دلائل میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ زندہ انسان کی حرمت میت کی حرمت سے بڑھ کر ہے حالانکہ اوپر مذکور احادیث مبارکہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ زندہ و مردہ انسان کی حرمت برابر ہے۔ اگر یہ تسلیم بھی کیا جائے کہ زندہ انسان کی حرمت زیادہ ہے، تو جو مثالیں جواز کے لئے ذکر کی گئی ہیں ان میں میت کی حرمت کو اس غرض سے ترک کیا گیا کہ اس میں براہ راست زندہ انسان کی جان بچانا مقصود تھا۔ جب کہ ڈائی سیکشن کی

صورت میں کسی انسانی جان کو بچانا موہوم ہے کیونکہ اس ڈائی سیکشن میں انسانی جان بچانے کا صرف طریقہ سکھایا جاتا ہے۔اس لئے یہ جزئیات و قواعد ڈائی سیکشن کی جواز کے لئے دلیل نہیں بن سکتے۔

علمی محاکمہ

دلائل سے ثابت ہوا کہ انسان کی حرمت موت سے پہلے اور بعد میں برابر ہے اس لئے عام حالات میں شریعت میں اس کی گنجائش نہیں لہٰذا متبادل طریقے اختیار کرکے تعلیمی ضرورت پوری کی جائے مثلاً جانوروں کے جو اندرونی اعضاء انسانوں سے ملتے جلتے ہوں ان میں جانوروں سے استفادہ کرکے ضرورت پوری کی جائے۔

اسی طرح پلاسٹک کے اعضاء سے ممکنہ حد تک استفادہ کیا جائے۔ آلات جدیدہ ایم آر آئی، الٹرا ساونڈ اور ایکسرے وغیرہ سے بھی اس معاملے میں فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔اس تمام تر احتیاط کے باوجود بھی معتمد و ماہر اطباء کی رائے یہ ہو کہ انسانی لاش کے ڈائی سیکشن کے بغیر طب کی تعلیم مکمل نہیں ہوتی اور مستقبل میں علاج و معالجے میں رکاوٹ کا سبب بن سکتی ہے، تو فقہی قاعدے "الضرورات تبیح المحظورات"[۳۰] یعنی "ضرورت امر ممنوع کو مباح کر دیتی ہے" کو سامنے رکھ کر چند شرائط کے ساتھ قائلین جواز کے فتویٰ پر عمل کیا جاسکتا ہے:

پہلی شرط: ڈائی سیکشن اشد ضرورت کی بنا پر ہو یعنی اوپر مذکورہ طریقوں میں سے کوئی طریقہ بھی کار آمد نہ ہو کیونکہ قاعدہ فقہیہ "الضرورات تبیح المحظورات" کی رو سے ممنوعِ شرعی شدید ضرورت کے وقت مباح ہوتا ہے جیسے کوئی بھوک سے مر رہا ہو اور کوئی حلال چیز نہ ملے، تو پھر حرام کھانے کی اجازت ہے اور اگر بھوک اس شدت کی نہ ہو یا کوئی بھی حلال چیز موجود ہو تو پھر اس کی اجازت نہیں۔

دوسری شرط: ضرورت کے مطابق ہی میت کا جسم چاک کیا جائے۔ قاعہ فقہیہ: "الضرورات تقدر بِقَدرِھَا"[۳۱] یعنی "جو فعل کسی ضرورت کی وجہ سے جائز کیا گیا ہے، اس کا جواز ضرورت کے مطابق ہی رہے گا" سے ثابت ہوتا ہے کہ میت کے جسم کو ضرورت سے زائد چاک کرنا جائز نہیں۔اس شرط کا ثمرہ یہ ہے کہ جس عضو میں تخصص specialization مطلوب ہو صرف اسی عضو تک محدود رہنا ہی جائز ہو گا مثلاً آنکھ کے آپریشن میں مہارت حاصل کرنے والے طالب علم کو صرف میت کی آنکھ تک محدود رہنا ہو گا۔

تیسری شرط: طلبہ صرف مرد میت کا ڈائی سیکشن کریں اسی طرح طالبات صرف عورتوں کے میت کا ڈائی سیکشن کریں کیونکہ غیر محرم کو دیکھنے اور خاص طور پر نہ چھونے کا حکم موت کے بعد بھی برقرار رہتا ہے بلکہ موت کی حالت میں اور بھی موکد ہو جاتا ہے جیسا کہ حدیث مبارک میں آیا ہے: "إِذَا مَاتَتِ الْمَرْأَةُ مَعَ الرِّجَالِ لَيْسَ مَعَهُمُ امْرَأَةٌ قَالَ يُيَمِّمُونَهَا بِالصَّعِيدِ وَلَا يُغَسِّلُونَهَا وَإِذَا مَاتَ الرَّجُلُ مَعَ النِّسَاءِ فَكَذَلِكَ"[۳۲] یعنی "جب عورت ایسی حالت میں وفات پاجائے کہ اس کے پاس کوئی عورت نہ ہو صرف مرد ہوں، تو اسے غسل نہیں دیا جائے گا بلکہ پاک مٹی سے تیمم دیا جائے گا۔اسی طرح جب مرد ایسی حالت میں وفات پاجائے کہ اس کے پاس کوئی مرد نہ ہو صرف عورتیں ہوں، تو اس کا بھی یہی حکم ہے"۔ نیز تیمم کرنے میں یہ شرط ہے کہ دستانے پہن کر تیمم کیا جائے تاکہ غیر محرم کو چھونے سے محفوظ رہے۔بلکہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک عورت کی میت کو اس کا شوہر بھی غسل نہیں دے سکتا۔

چوتھی شرط: ڈائی سیکشن کے بعد میت کے تمام اجزاء پورے احترام کے ساتھ دفن کئے جائیں اور کوئی حصہ بغیر دفن کے نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "ثُمَّ أَمَاتَهُ فَأَقْبَرَهُ"۔[۳۳] اور اس کی وجہ انسان کی کرامت بیان فرمائی گئی: "جعله ذا قبر يدفن فيه وهذه تكرمة لبني آدم على سائر الحيوانات"[۳۴] یعنی "اس کو دفن کرنے کے لئے قبر بنائی جائے اور یہ تمام حیوانات پر انسان کی فوقیت ہے"۔ فقہاء کے نزدیک مسلمان کی میت کا دفن کرنا فرض کفایہ ہے: "دفن الميت فرض على الكفاية"[۳۵] یعنی "میت کی تدفین فرض کفایہ ہے"۔

پانچویں شرط: ڈائی سیکشن کے بعد ہر میت کی الگ تدفین کی جائے کیونکہ بغیر عذر کے انسانی لاشوں کو ایک قبر میں دفن کرنا جائز نہیں جیسا کہ فتح القدیر اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ بغیر ضرورت کے دو یا زیادہ میتیں ایک قبر میں دفن کرنا جائز نہیں۔[۳۶]

چھٹی شرط: ڈائی سیکشن کو کم سے کم وقت میں انجام دے کر میت کو فوراً دفن کرنے کا اہتمام کیا جائے کیونکہ حدیث مبارک میں میت کو جلد از جلد دفن کرنے کا حکم ہوا ہے۔[۳۷]

میڈیکل کالجوں میں ڈائی سیکشن

آج کل میڈیکل کالجوں میں تعلیم کی غرض سے جو ڈائی سیکشن کیا جاتا ہے اس میں درج ذیل کوتاہیاں پائی جاتی ہیں:

۱- دوسرے طریقے کارآمد ہونے کے باوجود پہلی ترجیح انسانی میت کو دی جاتی ہے۔

۲- ایک ہی میت کو تختہ مشق بنا کر پہلے اس کی جلد (skin) پھر گوشت، پٹھے اور ہڈیاں کھول دی جاتی ہیں، حالانکہ طالب علم کسی ایک ہی عضو کے متعلق مہارت حاصل کرتا ہے۔

۳- طلبہ و طالبات ایک ہی میت سے استفادہ کرتے ہیں چاہے وہ مرد کی ہو یا عورت کی۔

۴- ڈائی سیکشن کے بعد میت کے تمام اعضاء کی ایک ہی جگہ تدفین کا اہتمام کرنا ضروری ہے جس کا اہتمام نہیں کیا جاتا، بلکہ میڈیکل کالجوں میں میت کا گوشت اور پٹھے وغیرہ الگ کئے جاتے ہیں اور ہڈیوں کو کالج میں موجود میوزیم کا حصہ بنایا جاتا ہے۔

۵- بیک وقت چونکہ کئی میتوں کا ڈائی سیکشن ہوتا ہے تو ان تمام میتوں کا گوشت اور پٹھے وغیرہ ایک ہی جگہ محفوظ کر کے دفن کئے جاتے ہیں۔

۶- میڈیکل کالجوں میں پہلے تو میت کو دفن کرنے کا اہتمام نہیں کیا جاتا اور ایسا کیا بھی جائے تو کئی مہینے اور بعض میڈیکل کالجوں میں کئی سال تک تاخیر کی جاتی ہے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آج کل میڈیکل کالجوں میں جو ڈائی سیکشن ہوتا ہے وہ مذکورہ شرائط پر پورا نہیں اترتا۔ لہٰذا جب ڈائی سیکشن کی ضرورت ہو، تو میڈیکل کالج انتظامیہ ان شرائط کو مدنظر رکھیں تاکہ وہ خود اور طلبہ و طالبات توہین انسانیت سے بچ سکیں۔

نتائج

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات ہونے کے ناطے جو حرمت عطا فرمائی ہے، وہ صرف زندگی تک محدود نہیں بلکہ موت کے بعد بھی باقی رہتی ہے۔ ڈائی سیکشن میں انسان کی اہانت ہوتی ہے جس کی عام حالات میں اجازت نہیں دی جاسکتی۔ تعلیمی اغراض کے لئے متبادل طریقے اختیار کر کے ضرورت پوری کی جائے۔ اگر انسانی لاش کے ڈائی سیکشن کے بغیر طب کی تعلیم مکمل نہیں ہوتی اور مستقبل میں علاج و معالجے میں رکاوٹ کا سبب بن سکتی ہے، تو فقہاء مذکور شرائط کی موجودگی میں اس کی اجازت دیتے ہیں۔

حواشی وحوالہ جات

[1] ابن فارس، احمد. معجم مقاییس اللغۃ. ط: ۱۳۹۹ھ، دار الفکر، بیروت، ۳/۲۶۹

[2] القرآن الکریم، سورۃ الزمر، ۳۹ : ۲۲

[3] القرآن الکریم، سورۃ الانعام، ۶ : ۱۲۵

[4] Answar.yahoo.com

[5] http://en.wikipedia.org/wiki/Dissection

[6] http://www.oxforddictionaries.com/definition/english/dissection

[7] Herophilus(۳۸۰ق۔م۔۲۸۰ق۔م) یونانی سائنسدان ہے۔اس نے سب سے پہلے انسانی جسم کاڈائی سیکشن کیا۔اپنی زندگی کا زیادہ عرصہ الیگزینڈریامیں گزارا۔[http://en.wikipedia.org/wiki/Herophilos]

[8] Erasistratus(۳۰۴ق م۔۲۵۰ق م)یونانی سائنسدان ہے۔یہ بھی انسانی جسم کاڈائی سیکشن کرنے والے اولین انسانوں میں شمار ہوتے ہیں۔اس نے الیگزینڈریامیں ایک اناٹومی سکول کی بنیادرکھی۔ [http://en.wikipedia.org/wiki/Erasistratus]

[9] http://en.wikipedia.org/wiki/Dissection

[10] Impact of dissection in medical colleges , Dr.Khadija Iqbal ,Professional Med J, sep 2010

[11] السمرقندی، محمد بن احمد. تحفۃ الفقہاء. ط: ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۳/۳۴۵

[12] ردالمحتار، ۲ : ۲۳۸

[13] برہان الدین، محمود بن احمد. المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی. ط: ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۴ء، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۵/۴۸۷

[14] الشافعی، یحیٰ بن ابی الخیر. البیان فی مذہب الامام الشافعی. ط: ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء، دار المنہاج، جدہ، ۴/۵۱۸

[15] الزحیلی، محمد مصطفیٰ. القواعد الفقہیۃ وتطبیقاتہافی المذاہب الأربعۃ. ط: ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۷ء، دار الفکر، بیروت، ۱/۲۳۰

[16] القرآن الکریم، سورۃ الاسراء، ۱۷ : ۷۰

[17] ابوداؤد، سلیمان بن اشعث. سنن ابی داؤد. ط: المکتبۃ العصریۃ، صیدا، بیروت، کتاب الجنائز، باب فی الحفاریجد العظم، حدیث: ۳۲۰۷

[18] احمد بن علی بن محمد الکنانی العسقلانی (وفات:۸۵۲ھ) قاہرہ میں پیدا ہوئے۔آپ نے کثیر تعداد میں تصنیفات فرمائی۔حدیث، رجال اور تاریخ میں بے مثال تھے۔[الاعلام للزرکلی، ۱: ۱۷۸]

[19] العسقلانی، ابن حجر. فتح الباری شرح صحیح البخاری. ط: ۱۳۷۹ھ، دار المعرفۃ، بیروت، ۹/۱۱۳

[20] الاصبحی، مالک بن انس. المؤطا. ط: ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء، مؤسسۃ زاید بن النہیان، ابوظبی، کتاب الجنائز، ماجاء فی الاختفاء، ح ۸۱۴

[21] سیدنا عبداللہ بن مسعود بن حبیب الہذلی (م ۳۲ھ) فقیہ الامت، کبار صحابہ میں سے تھے۔صاحب نعلین، رازدار اور خادم رسول ﷺ تھے۔ آپ نے دومرتبہ ہجرت فرمائی۔[یوسف بن عبداللہ. الاستیعاب. ط: ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء، دار الجیل، بیروت، ۳/۹۸۷]

[22] ابن ابی شیبۃ. المصنف. ط: ۱۴۰۹ھ/۱۹۸۹ء، مکتبۃ الرشد، الریاض، کتاب الجنائز، ما قالوا فی سب الموتیٰ، حدیث: ۱۱۹۹۰

[23] سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب فی النہی عن المثلۃ، حدیث: ۲۶۶۷

[24] نیشاپوری، مسلم بن الحجاج. صحیح مسلم. ط: دار احیاء التراث العربی، بیروت، کتاب الکسوف، باب النہی عن تجصیص القبور، حدیث : ۹۷۲

[25] صحیح المسلم، کتاب الکسوف، باب النہی عن تجصیص القبور، حدیث: ۹۷۱

[26] البیہقی، احمد بن حسین. السنن الکبریٰ. ط: ۱۴۲۴ھ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، کتاب الصلح، باب لاضرر، حدیث: ۱۱۳۸۴

[27] محمد صدقی بن احمد. الوجیز فی ایضاح قواعد الفقۃ الکلیۃ. ط: ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۶ء، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱/۲۵۹

[28] لدھیانویؒ، مفتی رشید احمد. احسن الفتاویٰ. ط: ھ/۱۹۹۸ء، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، ۸/۳۴۱-۱۴۱۸

[29] احسن الفتاویٰ، ۸: ۳۴۳

[30] محمد صدقی بن احمد. الوجیز فی ایضاح قواعد الفقۃ الکلیۃ. ط: ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۶ء، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱/۲۵۹

[31] الزرقاء، احمد بن شیخ محمد. شرح القواعد الفقہیۃ. ط: ۱۴۰۹ھ/۱۹۸۹ء، دار القلم، دمشق، ۱/۱۸۷

[32] مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الجنائز، ما قالوا فی الرجل یموت مع النساء حدیث: ۱۰۹۶۴

[33] القرآن الکریم، سورۃ عبس، ۸۰: ۲۱

[34] علی بن محمد بن ابراہیم. تفسیر خازن. ط: ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۵ء، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۴/۳۹۵

[35] فتاویٰ عالمگیری. ط: ۱۳۱۰ھ، دار الفکر، بیروت، ۱/۱۶۵

[36] السیواسی، ابن ہمام محمد بن عبد الواحد. فتح القدیر. ط: دار الفکر، بیروت، ۲/۱۴۱؛ فتاویٰ عالمگیری، ۱/۱۶۶

[37] الطبرانی، ابو القاسم سلیمان بن احمد. المعجم الکبیر. ط: ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء، مکتبہ ابن تیمیہ، قاہرہ، باب العین، عطاء عن ابن عمر